(حصہ اول)

حقوق العباد

حقوق والدین

حقوق اولاد

مرتب:-
محمد عمر خان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	حقوق العباد (حصہ اول)
مرتب	محمد عمر خان Muhammad Umar Khan
کمپوزنگ	دانش حنیف
بائنڈنگ	ایوب فاروق بک بائنڈرز بوہڑ گیٹ ملتان
تعداد اشاعت	1000
ایڈیشن اول	جولائی 2004
ہدیہ	....

ملنے کا پتہ

Muhammad Umar Khan

محمد عمر خان

حی علی الفلاح SHOP

0300-0322-0310-6366221

Cell :092-0334-6066221

061-4586619

061-4588801

(قصر عبداللہ) 848/105 کہکشاں سٹریٹ نمبر 5 نیو گلگشت کالونی ملتان

E-mail:mukmultan@hotmail.com

A

اہل اسلام اس وقت عالمی سطح پر ابتلا اور آزمائش کے دور سے گزر رہے ہیں۔ عالمِ کفر کی دجالی تہذیب مختلف شکلوں میں ان کے دلوں سے ایمان کو رخصت کرنے کے لئے زہریلے ہتھیاروں کا استعمال کر رہی ہے جن میں پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا سب سے زیادہ مہلک ثابت ہو رہے ہیں۔ ان عناصر نے مسلمانوں کو ان کے حقیقی مقصد یعنی عبادتِ الٰہی تبلیغ اسلام اور اقامتِ دین کو ان کے ذہنوں سے محو کر دیا ہے۔

متذکرہ بالا صورتِ حال کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہمارا ادارہ اس کوشش میں سرگرداں ہے کہ اسلامی تعلیمات کو عام کیا جائے، مختصر اسلامی لٹریچر کو ہر گھر، اسکول، کالج ہسپتالوں اور کلینکس کی انتظار گاہوں تک پہنچایا جائے تا کہ یہ پیغام ہم سب کے لئے وجہ ہدایت، توشۂ آخرت اور اتمام حجت بن جائے۔

اگر آپ اس میں شریکِ کار بننے کے خواہش مند ہوں تو ہم سے رابطہ کریں، آپ کی قیمتی فکر و نظر، سعی و کوشش ہمارے لیے مشعلِ راہ ہوگی۔

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ خیر کے کاموں میں ہماری رہنمائی فرمائے۔ آمین

صادق نذیر میموریل ٹرسٹ

SNMT
صادق نذیر میموریل ٹرسٹ

برائے مشورہ / تعاون و مزید کتب

Cell: 0300-5327345

سند

حقوق العباد (حقوق والدین، حقوق اولاد) کے اس مجموعے میں درج ہر لفظ کو میں نے حرف بحرف پورے غور و خوض اور نظرِ عمیق سے دیکھا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس میں کتابت، اعراب، صحت لفظی اور خوشخطی کو بطریق احسن ملحوظ رکھا گیا ہے اور مکمل مسودہ ہر قسم کی اغلاط سے مبرا ہے۔

فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ

زاہد محمود
(معلم العلوم العربیہ جامعہ قاسم العلوم۔ ملتان)

پروفیسر ریاض الرحمٰن
(ایم اے۔ عربی)
(ریٹائرڈ) ذکریا یونیورسٹی۔ ملتان

فہرست

حقوق اولاد

اظہار تشکر

الحمد للہ! پاکٹ سائز کی یہ چودھویں کتاب، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی توفیق سے ہدیہ قارئین ہے۔ تربیتی نوعیت کی مستند کتاب مرتب کرنا نہایت ذمہ دارانہ اور مشکل ترین کام ہے لیکن ہر مرحلے میں اللہ عزوجل کی طرف سے غیبی مدد میسر آتی گئی، ایسی مدد کہ میرا اللہ تعالیٰ پر ایمان افزوں سے افزوں تر ہوتا چلا گیا۔ اس احسان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰى وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

(سورۃ احقاف۔ ۱۵)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائیں اور ایسا نیک عمل کروں کہ جس سے تو راضی ہو جائے اور میری اولاد کو بھی نیک بنا کر مجھے سکھ دے۔ میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور تابع فرمان (مسلم) بندوں میں سے ہوں۔

اللہ رب العالمین کے اس کرم و احسان کا شکر ادا کرنے کیلئے زبان عاجز ہے کہ اس نے اس کام کیلئے ذہن، صلاحیت اور وقت عطا کیا اور قلم کو اس راہ پر چلایا۔

★ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا ہے اور کوئی چیز بھی واحد نہیں ہے۔ واحد صرف اللہ تعالیٰ کی ذات مبارک ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۵۱۔ الذاریت۔ ۴۹

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

ترجمہ: اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے ہیں شاید کہ تم اس سے سبق لو۔

مثلاً والدین اولاد، میاں بیوی، استاد شاگرد، حکومت رعایا، امیر غریب، مالک نوکر، آجر اجیر، آپس میں رشتہ داروں کے جوڑے وغیرہ۔

★ ان تمام کے حقوق بھی ہیں اور فرائض بھی۔ یہ اصول پیش نظر رہے کہ فریقین میں سے جو ایک کا حق ہے تو وہ دوسرے کا خود بخود فرض بن جاتا ہے۔ مثلاً والدین کے جو حقوق ہیں وہ اولاد کے فرائض ہیں اور جو اولاد کے حقوق ہیں وہ والدین کے فرائض ہیں۔ اس طرح تمام جوڑوں کا آپس میں یہی تعلق ہوگا۔

معاشرے میں عملی تبدیلی لانے کیلئے ''علم'' کی ضرورت ہے، بلکہ اسلام پر عمل کرنا بھی علم کا محتاج ہے۔ افراد اور یہ معاشرہ اگر اپنے حقوق اور فرائض سے آگاہ ہو، تبھی وہ صحیح مسلمان اور اچھے شہری بن سکیں گے، دراصل اپنے حقوق سے دلچسپی اور فرائض سے غفلت ہماری عادت بن چکی ہے۔ لہذا اسی خودغرضی کی وجہ سے ہمارا معاشرہ برائیوں سے پُر ہے۔ جھوٹ، بد عہدی، دوسروں کی زمینوں اور جائیدادوں پر ناجائز قبضہ، کاروبار میں خیانت، غبن، دولت کی محبت، تکاثر، تفاخر اور دولت کی نمائش، چغل خوری، تنگ نظری، تنگ ظرفی، بدگمانی، باہمی حسد و بغض، بہتان و افواہ طرازی، غیبت، افشائے راز، الغرض ایسی ہی بہت سی روحانی بیماریاں ہمارے اندر گھر کر چکی ہیں۔ غور کیا جائے تو ان تمام کے پیچھے حقوق العباد سے غفلت علم کی کمی، دنیا کی محبت اور آخرت کی فکر سے بے نیازی کارفرما نظر آئے گی۔

★ اس کتاب کی تیاری کی غرض و غایت یہ ہے کہ والدین کو اپنے حقوق فرائض کا علم ہو اور اولاد اپنے فرائض اور حقوق سے آگاہ ہو۔

★ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور یہ میری تمام کتب آخرت میں ہم سب کیلئے صدقہ جاریہ بن جائیں۔ (آمین)

الداعی الی الخیر **محمد عمر خان**

حقوق والدین

اولاد کے فرائض

حقوق العباد کی اہمیت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے ہاں تو مفلس وہ ہوتا ہے جس کے پاس نہ روپیہ پیسہ ہو اور نہ ساز و سامان۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز اور روزے اور زکوٰۃ (کے نیک اعمال) لے کر آئے گا مگر اس حالت میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا وغیرہ (اس کا بدلہ قیامت میں اس طرح ملے گا کہ) اس کی کچھ نیکیاں اس کے مظالم کے قصاص کے طور پر ایک (مظلوم) لے لے گا اور کچھ دوسرا (مظلوم) لے لے گا۔ پھر اگر اس کی نیکیاں لوگوں کی غلطیوں کا قصاص ادا کرنے سے پہلے ہی ختم ہوگئیں تو پھر ان مظلوموں کی خطائیں لے لی جائیں گی اور اس (ظالم) کے نامہ اعمال میں ڈال دی جائیں گی۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (ترمذی)

والدین کی نافرمانی ''گناہ کبیرہ''

حضرت ابو بکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (صحابہؓ کو مخاطب کر کے) فرمایا کہ کیا میں تمھیں یہ نہ بتادوں کہ بڑے بڑے گناہوں میں سب سے بڑے گناہ کون سے ہیں؟

صحابہؓ نے عرض کیا کہ ضرور یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں بتائیں

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا (اس حدیث کے راوی) بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ تکیہ لگائے ہوئے تھے پھر اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ جھوٹی گواہی دینا یا (فرمایا) جھوٹ بولنا۔ پھر رسول اللہ ﷺ یہی بات کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ کاش رسول اللہ ﷺ خاموشی فرماتے۔ (ترمذی)

★ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کبیرہ (یعنی بڑے بڑے) گناہوں کے بارے میں دریافت کیا گیا (کہ وہ کون کون سے گناہ ہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ 1 خدا کے ساتھ شرک کرنا، 2 ماں باپ کی نافرمانی و ایذا رسانی، 3 کسی بندے کو ناحق قتل کرنا 4 اور جھوٹی گواہی دینا''۔ (صحیح بخاری)

والدین کو اُف تک نہ کہنا

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ
اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا
فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ
رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل ۔۲۳۔۲۴)

ترجمہ: تیرے رب نے فیصلہ دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اسی کی اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو

اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک، یا دونوں، بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں ''**اف**'' تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو، بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو اور نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے ساتھ جھک کر رہو اور دعا کیا کرو کہ

''پروردگار، ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے
رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا''

والدین کا شکر بجا لانا

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا
عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي
وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝ (لقمان۔۱۴)

ترجمہ: اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کی ہے۔ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کا دودھ چھوٹنے میں لگے (اسی لئے ہم نے اس کو نصیحت کی کہ) میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجا لا۔ میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے۔

اپنے والدین کو گالی دینا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے۔

صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بھلا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں یہ کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو

پھر وہ (دوسرا جواباً) اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے (تو اس طرح گویا وہ خود اپنے والدین کو گالی دینے کا سبب بنا۔ نہ یہ کسی کے والدین کو گالی دیتا نہ وہ اس کے والدین کو گالی دیتے) (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

والدین کے ساتھ نیک سلوک

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کون سا نیک عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ پیارا ہے،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ نماز جو وقت پر پڑھی جائے۔

میں نے (پھر) پوچھا اس کے بعد کون سا کام سب سے زیادہ پیارا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔

میں نے پوچھا اس کے بعد؟

آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی راہ میں جہاد کرنا۔ (بخاری۔ مسلم)

ہجرت اور جہاد کا بدل۔ والدین کی خدمت

1 حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس جہاد کی غرض سے آیا۔ آپ ﷺ

نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا یمن میں تیرا کوئی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میرے والدین ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا انہوں نے تمہیں (ہجرت کر کے یہاں آنے کی) اجازت دی تھی۔ اس نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی طرف لوٹ جاؤ اور ان سے اجازت مانگو، پس اگر وہ تمہیں اجازت دے دیں تو پھر جہاد کرو ورنہ ان کے ساتھ نیکی کرو۔ (ابوداؤد)

۲ حضرت عمر بن العاصؓ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا میں آپ ﷺ سے ہجرت اور جہاد کے لئے بیعت کرتا ہوں اور اللہ سے اس کا بدلہ چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تمہارے ماں باپ میں سے کوئی ایک زندہ ہیں، اس نے کہاں جی ہاں، بلکہ (اللہ کا شکر ہے) دونوں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو کیا واقعی تم اللہ سے اپنی ہجرت اور جہاد کا بدلہ چاہتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں (اللہ سے بدلہ چاہتا ہوں) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو جاؤ اپنے ماں باپ کے پاس لوٹ جاؤ اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ (مسلم)

۳ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ ایک آدمی اپنے ماں

باپ کو روتا ہوا چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہجرت پر بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جاؤ اپنے ماں باپ کے پاس واپس جاؤ اور ان کو اسی طرح خوش کر کے آؤ جس طرح تم ان کو رلا کر آئے ہو"۔ (ابوداؤد)

۴ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے حاضر ہوا رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تمہارے ماں باپ زندہ ہیں، اس نے کہا جی ہاں (اللہ کا شکر ہے زندہ ہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاؤ ان کی خدمت کرتے رہو یہی جہاد ہے۔ (مسلم۔ابوداؤد)

۵ حضرت ابوسعیدؓ کا بیان ہے کہ ایک یمنی آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جہاد کرنے کی غرض سے حاضر ہوا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا، یمن میں تمہارا کوئی ہے؟

اس نے کہا (جی ہاں) میرے ماں باپ ہیں۔

آپ ﷺ نے پوچھا انہوں نے تمہیں اجازت دے دی ہے؟

اس نے کہا نہیں تو، آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تو واپس جاؤ اور ان دونوں سے

اجازت لو، اگر وہ اجازت دے دیں تب تو جہاد میں شرکت کرو ورنہ (ان کی خدمت میں رہ کر) ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو۔" (ابوداؤد، مسند احمد)

نوٹ: ہم نے یہاں صرف چند احادیث لی ہیں ورنہ اس سے ملتی جلتی بہت سی احادیث ایسی ہیں جس میں جہاد اور ہجرت کے بالمقابل والدین کی خدمت کو ترجیح دی گئی ہے۔

غالباً رسول اللہ ﷺ پر یہ بات منکشف ہو گئی تھی یا کسی وجہ سے اس کے بارے میں شبہ ہو گیا تھا کہ ان افراد کے ماں باپ اس کی خدمت کے محتاج ہیں اور یہ ان کو چھوڑ کے ان کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے آ گئے ہیں اس لئے آپ نے ان کو یہ حکم دیا کہ وہ گھر واپس جا کر ماں باپ کی خدمت کرے کیونکہ ایسی حالت میں اس کے لئے ماں باپ کی خدمت مقدم ہے۔

لیکن ان احادیث سے یہ نتیجہ نکالنا غلط ہو گا کہ جس کسی کے ماں باپ زندہ ہوں وہ جہاد اور دین کی کسی خدمت کیلئے کبھی گھر سے باہر نہ نکلے، اور صرف وہی لوگ جہاد میں اور دین کی خدمت میں لگیں جن کے ماں باپ نہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو صحابہ کرام جہاد کرتے تھے

ان میں بڑی تعداد انہی کی ہوتی تھی جن کے ماں باپ زندہ ہوتے تھے۔

کیونکہ اسلام ایک نہایت متوازن دین ہے اور اس معاملے میں یہ بات مدنظر رہے کہ عین اس وقت کس بات کی زیادہ اہمیت ہے ایسا نہ ہو کہ اس شخص کے جہاد پر جانے پر اس کے والدین بوڑھے اور تکلیف میں ہوں اور انہیں اس کی ضرورت ہو اور کوئی اور بھی نہ ہو جو ان کی دیکھ بھال کر سکے۔

اصول یہ ہے کہ جب والدین کا حکم، شرعی حکم کی نافرمانی کا تقاضا کرتا ہو، تب ان کی فرمانبرداری کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اختیار کرنا فرض ہے لہذا اگر جہاد **فرض عین** ہو گیا تو پھر اجازت کی ضرورت نہیں لیکن اگر **فرض کفایہ** کے درجہ میں رہے اس وقت تک کسی لڑکے کیلئے بغیر والدین کی اجازت جہاد میں شریک ہونا جائز نہیں۔

اللہ کی رضا والدین کی رضا میں

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کا غصہ والد کے غصے میں ہے۔ (ترمذی)

تین قبول ہونے والی دعائیں

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین دعائیں ایسی ہیں جو (ضرور) قبول ہو جاتی ہیں۔ ان کے قبول ہونے میں (قطعاً) کوئی شک نہیں۔

ایک مظلوم کی دعاء

دوسرے مسافر کی دعاء اور

تیسرے والد کی اپنے بیٹے کے لئے دعاء (ترمذی)

اس لئے اولاد والدین کی فرمانبرداری کر کے ایسے مواقع فراہم کرے کہ انکے والدین ان کیلئے ہر وقت دعاء کرتے رہیں اور ایسے رویوں سے بچیں جن سے والدین کو غصہ آئے اور وہ ان کیلئے بددعا کریں کیونکہ والد کی بددعا بھی جلد قبول ہو جاتی ہے۔

والدین کی نافرمانی کی سزا دنیا میں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام گناہوں میں سے اللہ جو گناہ چاہے معاف فرما دیتا ہے۔ سوائے والدین کی نافرمانی (کے گناہ) کے کہ اس کی سزا اللہ تعالیٰ نافرمانی کرنے والے کی موت سے پہلے اس کی زندگی ہی میں (اس دنیا میں) اسے دے دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

والدین کی طرف محبت کی نگاہ ڈالنا

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جو نیک اولاد بھی ماں باپ پر محبت بھری ایک نظر ڈالتی ہے تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کو ایک حج مقبول کا ثواب دیتا ہے۔“

لوگوں نے پوچھا ”یا رسول اللہ ﷺ! اگر کوئی ایک دن میں سو بار اسی طرح رحمت ومحبت کی نظر ڈالے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا ”جی ہاں اگر کوئی سو بار ایسا کرے تب بھی۔ اللہ تعالیٰ (تمہارے تصور سے) بہت بڑا ہے اور بالکل پاک ہے۔“ (مسلم)

بیٹے کے مال میں باپ کا حق

قرطبی نے اپنی اسناد متصل کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے والد کو بلا کر لاؤ اسی وقت جبرئیل امین تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ جب اس کا باپ آجائے تو اس سے پوچھیں کہ وہ کلمات کیا ہیں جو اس نے دل میں کہے ہیں، خود اس کے کانوں نے بھی ان

کو نہیں سنا۔

جب یہ شخص اپنے والد کو لے کر پہنچا تو آپ ﷺ نے والد سے کہا کہ کیا بات ہے، آپ کا بیٹا آپ کی شکایت کرتا ہے کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس کا مال چھین لیں۔ والد نے عرض کیا کہ آپ اسی سے یہ سوال فرمائیں کہ میں اس کی پھوپھی خالہ یا اپنے نفس کے سوا کہاں خرچ کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ **ایہ** (جس کا مطلب یہ تھا کہ بس حقیقت معلوم ہوگئی، اب اور کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں) اس کے بعد اس کے والد سے دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا ہیں جن کو ابھی تک خود تمہارے کانوں نے بھی نہیں سنا اور وہ دل میں سوچے تھے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ آپ پر ہمارا ایمان اور یقین بڑھا دیتے ہیں (جو بات کسی نے نہیں سنی اس کی آپ کو اطلاع ہوگئی جو ایک معجزہ ہے) پھر اس نے عرض کیا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے چند اشعار دل ہی دل میں کہے تھے جن کو میرے کانوں نے بھی نہیں سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہمیں سناؤ اس وقت اس نے مندرجہ ذیل اشعار سنائے

(جن کا ترجمہ درج ذیل ہے)

''میں نے تجھے بچپن میں غذا دی اور جوان ہونے کے بعد بھی تمہاری ذمہ داری اٹھائی، تمہارا سب کھانا پینا میری ہی کمائی سے تھا''۔

''جب کسی رات میں تمہیں کوئی بیماری پیش آ گئی تو میں نے تمام رات تمہاری بیماری کے سبب بیداری اور بے قراری میں گذاری''

''گویا کہ تمہاری بیماری مجھے ہی لگی ہے تمہیں نہیں لگی، جس کی وجہ سے میں تمام شب روتا رہا۔''

''میرا دل تمہاری ہلاکت سے ڈرتا رہا، حالانکہ میں جانتا تھا کہ موت کا ایک دن مقرر ہے، آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔''

''پھر جب تم اس عمر اور اس حد تک پہنچ گئے جس کی میں تمنا کیا کرتا تھا''

''تو تم نے میرا بدلہ سختی اور سخت کلامی سے دیا، گویا کہ تم ہی مجھ پر احسان وانعام کر رہے ہو۔

کاش اگر تم سے میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں ہو سکتا تو کم

ازکم ایسا ہی کرلیتے جیسا ایک شریف پڑوسی کیا کرتا ہے"

"تو کم از کم مجھے پڑوسی کا حق تو دیا ہوتا اور خود میرے ہی مال میں میرے حق میں بخل سے کام نہ لیا ہوتا"۔

رسول اللہ ﷺ نے اشعار سننے کے بعد بیٹے کا گریبان پکڑ لیا اور (ایک روایت میں ہے کہ یہ اشعار سننے کے بعد رسول اللہ ﷺ رو پڑے) اور فرمایا **اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ**

یعنی جا، تو بھی اور تیرا مال بھی سب کا سب تیرے باپ کا ہے۔ (تفسیر قرطبی)

عُمر میں اضافے کا سبب

1. حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ اس کی عمر دراز کی جائے اور اس کی روزی میں کشادگی ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرے اور صلہ رحمی کرے۔ (مسند احمد)

2. حضرت معاذ بن انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس آدمی نے والدین کے ساتھ بھلائی کی اس کے لئے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز فرمائے گا۔ (الترغیب والترہیب)

دور رسالت کا واقعہ

دور رسالت کا واقعہ نہایت سبق آموز ہے۔

ایک مرتبہ کئی صحابہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ ایک نوجوان کی جاں کنی کا وقت ہے لوگ اسے کلمہ شہادت پڑھنے کی تلقین کر رہے ہیں لیکن اس کی زبان ہی نہیں کھلتی۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یہ شخص نماز پڑھتا تھا، وہ آدمی کہنے لگا جی ہاں! نماز تو پڑھتا تھا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اٹھے اور اس شخص کے ساتھ چل دیے ہم لوگ بھی پیچھے پیچھے چلے۔ رسول اللہ ﷺ اس نوجوان کے پاس پہنچے، نزع کا وقت تھا آپ ﷺ نے اسے تلقین فرمائی کہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھو۔ وہ بولا یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے نہیں کہا جاتا۔

آپ نے پوچھا آخر کیوں؟ معلوم ہوا کہ وہ ماں کی نافرمانی کرتا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا اس کی ماں زندہ ہیں؟ لوگوں نے بتایا جی ہاں ماں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کی ماں کو بلا کر لاؤ جب اس کی بوڑھی ماں آئیں تو آپ ﷺ نے ان سے کہا۔ بڑی بی!

کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ وہ بولیں جی ہاں! میرا ہی بیٹا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ بتاؤ کہ اگر ایک خوفناک آگ بھڑکائی جائے اور تم سے کہا جائے کہ اگر اس بیٹے کی سفارش کرو تو ہم اس کو چھوڑ دیتے ہیں ورنہ اس آگ کے الاؤ میں اس کو جھونک دیتے ہیں تو کیا تم اس کی (آگ سے نجات کی) سفارش کروگی؟

بڑھیا بولی جی ہاں! اس وقت تو میں ضرور سفارش کروں گی۔

یہ سن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بس تم اللہ تعالیٰ کو اور مجھ کو گواہ بنا کر کہو میں اس سے راضی ہوگئی۔

بڑھیا بولی اے اللہ! میں تجھے اور تیرے رسول ﷺ کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں اپنے اس جگر کے ٹکڑے سے راضی ہوں۔

اب رسول اللہ ﷺ اس نوجوان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہو **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ** ماں کی رضامندی کی برکت سے نوجوان کی زبان کھل گئی اور اس نے فوراً کلمہ پڑھا۔

یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میرے وسیلے سے اس نوجوان کو جہنم کی

ہولناک آگ سے نجات بخشی۔ (طبرانی۔ مسنداحمد)

والدین کی خدمت کا صلہ ''جنت کا حصول''

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جس آدمی نے اس حال میں صبح کی کہ وہ ماں باپ کے بارے میں اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام اور ہدایتوں کی فرمانبرداری کرنے والا تھا تو اس نے گویا ایسے حال میں صبح کی کہ اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ماں باپ میں سے کوئی ایک ہو تو گویا جنت کا ایک دروازہ کھلا ہوا ہے۔

اور جس آدمی نے اس حال میں صبح کی کہ وہ ماں باپ کے بارے میں اللہ کے احکام و ہدایت سے منہ موڑنے والا ہے تو اس نے ایسے حال میں صبح کی کہ اس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھلے ہوئے ہیں اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہو تو گویا دوزخ کا ایک دروازہ کھلا ہوا ہے۔

ایک آدمی نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! اگر ماں باپ اس کے ساتھ زیادتی کر رہے ہوں تب بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، اگر زیادتی کر رہے ہوں تب بھی، اگر زیادتی کر رہے ہوں تب بھی، اگر

زیادتی کر رہے ہوں تب بھی۔ (تین مرتبہ یہ بات دہرائی) (مشکوٰۃ)

جنت کا درمیانی دروازہ

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے اب تمہیں اختیار ہے کہ اس کی حفاظت کرو یا ضائع کردو۔ (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

ماں کی خدمت گذاری کا صلہ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں ہوں، وہیں میں نے کسی کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی تو میں نے دریافت کیا کہ اللہ کا یہ کون بندہ ہے جو یہاں جنت میں قرآن پڑھ رہا ہے، تو مجھے بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن النعمانؓ ہیں

رسول اللہ ﷺ نے اپنا یہ خواب بیان فرمانے کے بعد فرمایا کہ حارثہ بن النعمانؓ اپنی ماں کے بہت ہی خدمت گذار اور اطاعت شعار تھے (یعنی اسی عمل نے ان کو اس مقام تک پہنچایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنت میں ان کی قرأت سنی۔)

(شرح السنۃ للبغوی وشعب الایمان للبیہقی)

والدہ کا مقام

ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں۔

اس نے پوچھا ، پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں،

اس نے پوچھا ، پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں۔

اس نے پوچھا ، پھر کون؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، پھر تیرا باپ

ایک اور روایت کے مطابق آپ ﷺ نے دو بار ماں کا اور تیسری بار باپ کا ذکر فرمایا اور پھر فرمایا پھر درجہ بدرجہ جو تیرے قریبی لوگ ہوں

(بخاری مسلم۔ حضرت ابو ہریرہؓ)

جنت کے حصول کا ذریعہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اس کی ناک خاک آلود ہو (یعنی ذلیل ہو) یہ بات آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمائی۔ لوگوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ! کون ذلیل ہو؟ (یعنی یہ جملہ کن لوگوں کے حق میں آپ ﷺ فرما رہے ہیں؟)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جس نے اپنے والدین کو

بڑھاپے کی حالت میں پایا ان دونوں میں سے ایک کو یا دونوں کو پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم، ابو ہریرہؓ)

ماں باپ کا احترام

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کی ہے ماں باپ کے ساتھ بدسلوکی، اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا، اور حرص وبخل اور تمہارے لئے اس نے ناپسند کیا ہے بے کار قسم کی گفتگو، اور زیادہ سوال کرنا اور مال کو برباد کرنا۔ (بخاری)

رضاعی والدین کا حق

عمر بن سائب بیان کرتے ہیں کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ کے رضاعی باپ آگئے۔ آپ ﷺ نے ان کیلئے اپنے کپڑے کا ایک حصہ بچھا دیا۔ وہ اس پر بیٹھ گئے۔ پھر آپ کی رضاعی ماں آگئیں تو آپ ﷺ نے ان کیلئے اپنے کپڑے کا دوسری طرف کا آدھا حصہ بچھا دیا۔ وہ (بھی) اس پر بیٹھ گئیں۔ پھر آپ ﷺ کا رضاعی بھائی آگیا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور اس کو اپنے سامنے بٹھا لیا۔ (ابو داؤد)

رضاعی ماں کی تعظیم

ابوالطفیل فرماتے ہیں:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام جعرانہ میں دیکھا کہ آپ گوشت تقسیم فرمارہے تھے کہ اتنے میں ایک عورت آئی اور رسول اللہ ﷺ کے قریب گئی تو آپ ﷺ نے اپنی چادر بچھادی جس پر وہ بیٹھ گئی، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟

لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کی ماں ہیں۔ جنہوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا ہے۔ (ابوداؤد)

والدین "جنت یا دوزخ"

ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ والدین کا حق ان کی اولاد پر کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

"وہ تمہاری جنت اور جہنم ہیں"۔ (ابن ماجہ۔ حضرت ابوامامہؓ)

(یعنی تم ان کی خدمت کرکے یا تو جنت حاصل کرلو یا پھر دکھ پہنچا کر جہنم میں اپنی جگہ بنالو)

ماں کا حق

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا "اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اپنی والدہ کو یمن سے

اپنی پیٹھ پر لاد کر حج کرایا ہے، اسے اپنی پیٹھ پر لئے ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا، صفا و مروہ کے درمیان سعی کی، اسے لئے ہوئے عرفات گیا، پھر اسی حالت میں اسے لئے ہوئے مزدلفہ آیا اور منیٰ میں کنکری ماری۔ وہ نہایت بوڑھی ہے ذرا بھی حرکت نہیں کر سکتی۔ میں نے یہ سارے کام اپنی پیٹھ پر لئے ہوئے انجام دیئے ہیں تو کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے"؟

آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں اس کا حق نہیں ادا ہوا"

اس آدمی نے پوچھا "کیوں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا "یہ اس لئے کہ اس نے تمہارے بچپن میں تمہارے لئے ساری مصیبتیں جھیلیں اس تمنا کے ساتھ کہ تم زندہ رہو اور تم نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا اس حال میں کیا ہے کہ تم اس کے مرنے کی تمنا رکھتے ہو"۔ (مطلب یہ کہ تم اس لئے اس کی خدمت جلدی جلدی کر رہے ہو کہ اب اس کی موت کا وقت قریب ہے) (السنۃ الجامعۃ)

مشرک ماں سے حسن سلوک

حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ:

"اس زمانہ میں جب کہ قریش اور مسلمانوں کے درمیان صلح

ہوئی تھی (صلح حدیبیہ) میری ماں (رضائی ماں) میرے پاس آئی اور وہ ابھی اسلام نہیں لائی تھی بلکہ شرک کی حالت میں تھی۔

تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ چاہتی ہے کہ میں اسے کچھ دوں تو کیا میں اسے دے سکتی ہوں''؟

آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں تم اس کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرو''۔ (بخاری۔ مسلم)

خالہ کے ساتھ حسن سلوک

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا کہ ''اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھ سے ایک بڑا گناہ سرزد ہوا ہے تو کیا اس سے توبہ کی کوئی (عملی) شکل ہے۔

آپ ﷺ نے اس سے پوچھا ''کیا تمہارے والدین زندہ ہیں۔ اس نے کہا ''نہیں'' آپ ﷺ نے پوچھا ''کیا تمہاری خالہ ہے''؟ اس نے کہا ''ہاں''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تو جاؤ اور اس کی خدمت کرو

(اللہ تعالیٰ تمہاری اس خدمت اور حسن سلوک کی برکت سے تمہاری توبہ قبول فرما لے گا اور تمہیں معاف فرمائے گا)" (مسند احمد۔ جامع ترمذی)

والدین کی خدمت کا دنیوی انعام

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ خود ہی اپنے ساتھیوں کو تین آدمیوں کا بڑا ہی دلچسپ قصہ سنایا، آپ ﷺ نے فرمایا، ایک مرتبہ تین آدمی کہیں سفر پر جا رہے تھے، راستے میں سخت بارش نے آگھیرا۔ وہ پناہ لینے کے لئے ایک غار میں گھس کر بیٹھ گئے۔ خدا کا کرنا، پہاڑ سے ایک بڑی چٹان لڑھک کر گری اور غار کے منہ پر آپڑی۔ غار کا منہ بالکل بند ہو گیا۔ تینوں ساتھی بہت گھبرائے، (بات بھی گھبرانے کی تھی) نہ چٹان کو کھسکانا ان کے بس کی بات تھی اور نہ وہاں کوئی آدمی ہی تھا جس کو اپنی مدد کے لئے بلاتے۔ مایوس بیٹھ گئے اور سمجھے کہ اب تو ہم زندہ ہی دفن ہو گئے اور یہ غار ہی ہماری قبر ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا، اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ آؤ ہم میں سے ہر ایک اپنی زندگی کے سب سے اچھے کام کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہمیں اس مصیبت سے نجات دے گا۔

ان میں سے ایک مسافر نے کہنا شروع کیا۔ یا اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے تھے، اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے، میں دن بھر بکریاں چراتا تھا، شام کو گھر لوٹتا اور دودھ دوھ کر سب سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا، ان کو پلانے کے بعد اپنے بچوں کو دیتا۔ اتفاق کی بات ایک دن میں دور نکل گیا اور لوٹنے میں کافی دیر ہوگئی۔ رات گئے جب میں گھر پہنچا تو ماں باپ سو چکے تھے۔

میں نے روزانہ کی طرح بکریوں کا دودھ دوھا اور ایک پیالے میں بھر کر ماں باپ کے سرہانے پیالہ لئے کھڑا ہو گیا انتظار کرتا رہا کہ یہ جاگیں تو میں دودھ پیش کروں۔ رات خاصی ہو چکی تھی۔ میرے بچے بھوک سے بے چین تھے بار بار میرے پیروں میں آ کر لپٹتے اور رو رو کر دودھ مانگتے، لیکن مجھے یہ گوارا نہ ہوا کہ ماں باپ سے پہلے ان بچوں کو پلاؤں، ماں باپ تو بھوکے سوئیں اور میرے بچے پیٹ بھر کر آرام کریں۔ غرض رات بھر میں اسی طرح پیالہ لئے کھڑا رہا، ماں باپ سوتے رہے اور بچے بھوک سے مچل مچل کر روتے رہے۔ اسی طرح پوری رات بیت گئی۔ الٰہی! اگر میں نے ماں باپ کے ساتھ یہ سلوک صرف تجھ کو خوش کرنے کے لئے کیا تھا، تو اے اللہ!

تو اپنی رحمت سے اس چٹان کو غار کے منہ سے ہٹا دے۔ اس آدمی کا اتنا کہنا تھا کہ چٹان غار کے منہ سے کچھ کھسک گئی اور آسمان صاف نظر آنے لگا۔ پھر دوسرے دونوں مسافروں نے اپنے اپنے نیک کاموں کا واسطہ دے کر دعاء کی، اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے غار کا منہ مکمل کھول دیا۔

والدین کی وفات کے بعد ان سے نیکی کرنے کے طریقے

حضرت مالک بن ربیعہ ساعدی بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ (قبیلہ) بنو سلمہ کا ایک شخص آ گیا اور اس نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ کے وفات پا جانے کے بعد بھی کیا ان سے نیکی کرنے کی کوئی شکل باقی رہ جاتی ہے کہ اس طرح میں ان سے نیکی کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں کیوں نہیں، (والدین کے وفات پا جانے کے بعد بھی ان سے نیکی کی جا سکتی ہے اور اس کی یہ چار شکلیں ہیں)۔

(i)　ان کیلئے بخشش (اور مغفرت کی دعاء) مانگنا

(ii)　اور (ان کے بعد) ان کی وصیت یا اقرار کو پورا کرنا

(iii)　اور ان کے تعلق سے جو رشتے ہوں ان کا لحاظ رکھنا اور ان کا حق ادا کرنا۔

(iv) اور ان کے دوستوں کا اکرام واحترام کرنا۔
(ابوداؤد)

باپ کے دوستوں سے حسن سلوک

حضرت عبداللہ بن دینارؒ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کے راستے میں انہیں ایک بدو ملا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اسے سلام کیا اور جس گدھے پر خود سوار تھے اس پر اسے سوار کر دیا اور جو عمامہ سر پر باندھے ہوئے تھے اسے دے دیا۔ ابن دینارؒ کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی کرے (آپ نے اسے اتنا کچھ کیوں دے دیا) یہ دیہاتی لوگ ہیں اور تھوڑی چیز پر بھی راضی ہو جاتے ہیں (اس پر) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ اس بدو کا باپ (میرے باپ) حضرت عمرؓ بن خطاب کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ بیٹا اپنے باپ کے دوستوں سے حسن سلوک کرے۔ (مسلم۔ ترمذی)

والدین کے بھائیوں سے حسن سلوک

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ جو کوئی یہ چاہے کہ قبر میں اپنے باپ کو آرام پہنچائے تو باپ کے انتقال کے بعد اس کے بھائیوں کے ساتھ وہ اچھا برتاؤ رکھے، جو رکھنا چاہیے۔ (صحیح ابن حبان)

والد کے دوستوں کا احترام

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "باپ کی خدمت اور حسن سلوک کی ایک اعلیٰ قسم یہ ہے کہ ان کے انتقال کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ (اکرام و احترام کا) تعلق رکھا جائے اور باپ کی دوستی و محبت کا حق ادا کیا جائے"۔ (صحیح مسلم)

نافرمان اولاد کا دعاء کر کے فرمانبردار بن جانا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی آدمی کے ماں باپ کا یا دونوں میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جاتا ہے اور اولاد زندگی میں ان کی نافرمان اور ان کی رضامندی سے محروم ہوتی ہے لیکن یہ اولاد ان کے انتقال کے بعد (سچے دل) سے ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے خیر و رحمت کی دعاء اور مغفرت و بخشش کی استدعا کرتی رہتی ہے (یعنی اس طرح اپنے قصور کی تلافی کرنا چاہتی ہے) تو اللہ تعالیٰ

اس نافرمان اولاد کو فرمانبردار قرار دیتا ہے (پھر وہ ماں باپ کی نافرمانی کے وبال اور عذاب سے بچ جاتی ہے) (مشکوٰۃ۔ شعب الایمان للبیہقی)

نیک اولاد صدقہ جاریہ ہے

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہوجاتے ہیں مگر تین عمل ایسے ہیں جو اس کی موت کے بعد بھی جاری رہتے ہیں،

(1) ایک صدقہ جاریہ (2) دوسرے وہ علم جس سے لوگ نفع حاصل کریں اور (3) تیسرے نیک اولاد جو اس کی وفات کے بعد اس کیلئے دعاء کرتی رہے۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا درجہ جنت میں بلند کیا جاتا ہے، وہ کہتا ہے کہ میرا درجہ کیسے بلند ہوگیا (حالانکہ اب زندگی ختم ہوچکی ہے اور عمل کا موقع بھی ختم ہوچکا ہے) تو اسے بتایا جاتا ہے کہ (تیرے بعد) تیرے بیٹے نے جو تیرے لئے استغفار کی اس کے باعث (تیرا درجہ بلند ہوگیا ہے) (ابن ماجہ)

جائزہ حقوق والدین

1. بڑے بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ والدین کی نافرمانی۔
2. بڑھاپے میں والدین کو "اُف" تک نہ کہنے کی ہدایت۔
3. اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پیارا عمل والدین کے ساتھ نیک سلوک۔
4. ہجرت اور جہاد کا بدل۔ والدین کی خدمت۔
5. اللہ کی رضا والدین کی رضا میں اور اللہ کا غصہ والدین کے غصہ میں
6. والدین کی نافرمانی کی سزا دنیا ہی میں مل جاتی ہے اور ان کی خدمت کرنے سے دنیا اور آخرت دونوں بہتر ہو جاتی ہیں۔
7. والدین کی طرف محبت کی نگاہ ڈالنے سے ایک حج مقبول کا ثواب ملتا ہے
8. والدین کے ساتھ بھلائی اور صلہ رحمی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔
9. جس آدمی کی صبح والدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ہو تو اسکے لئے دو جنت کے دروازے ہیں لیکن اس کے برخلاف ہو تو دوزخ کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں۔
10. والدہ کا مقام والد کی نسبت تین گنا ہے۔
11. رضاعی والدین کا حق بھی نہایت عظیم ہے۔
12. مشرک ماں تک سے بھی حسن سلوک کی ہدایت۔
13. والدین کی وفات کے بعد بھی نیکی کرنے کیلئے بہت سے طریقے ہیں۔

حقوق اولاد

والدین کے فرائض

نومولود بچے کے کان میں اذان دینا:

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافعؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (اپنے نواسے) حضرت حسن بن علیؓ کے کان میں نماز والی اذان پڑھتے ہوئے دیکھا جب (آپ کی صاحبزادی) حضرت فاطمہؓ کے ہاں ان کی ولادت ہوئی۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

نوٹ: حضرت ابورافعؓ کی اس حدیث میں حضرت حسنؓ کے کان میں صرف اذان پڑھنے کا ذکر ہے لیکن ایک حدیث حضرت حسین بن علیؓ سے روایت کی گئی جس میں ہے کہ آپ نے نومولود بچے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھنے کی تعلیم و ترغیب دی اور اس کی برکت اور تاثیر کا بھی ذکر فرمایا کہ اس کی وجہ سے بچہ ام الصبیان کے ضرر سے محفوظ رہے گا۔ (جو شیطانی اثرات سے بھی ہوتا ہے)

نیز یہ کہ مسلمان بچے کا پہلا حق یہ ہے کہ پیدائش کے ساتھ ہی اس کے کان میں اذان دی جائے اور آخری حق یہ ہے کہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔

تحنیک اور دعائے برکت

رسول اللہ ﷺ کی محبت اور صحبت کے نتیجہ میں صحابہ کرامؓ کو

آپ کے ساتھ عقیدت کا جو تعلق تھا اس کا ایک ظہور یہ بھی تھا کہ نومولود بچے آپ کی خدمت میں لائے جاتے تھے تاکہ آپ ان کے لئے خیر و برکت کی دعاء فرمائیں اور کھجور یا ایسی ہی کوئی میٹھی چیز چبا کر بچے کے تالو پر مل دیں اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈال دیں جو خیر و برکت کا باعث ہو۔ اس عمل کو "**تحنیک**" کہتے ہیں۔

★ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ وہ ہجرت سے پہلے مکہ میں تھیں۔ جب ہجرت کر کے مدینہ آ گئیں تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے۔ وہ خود فرماتی ہیں کہ میں بچے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے اس کو آپ کی گود میں دے دیا۔ آپ نے چھوہارا منگوایا اور اس کو چبایا پھر اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور پھر اس کے تالو پر ملا پھر اس کیلئے دعاء کی اور برکت سے نوازا، اور یہ اسلام میں پہلا بچہ تھا (جو ہجرت کے بعد ایک مہاجر کے گھر پیدا ہوا تھا) (بخاری و مسلم)

(آج کل کسی گھر کے بڑے بزرگ یا کسی صالح آدمی سے یہ **تحنیک** کرائی جائے)

نوٹ: صحیح بخاری کی اس حدیث کی ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پیدا ہونے سے مسلمانوں کو خاص کر اس لئے بہت زیادہ خوشی ہوئی تھی کہ یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ یہودیوں نے مسلمانوں پر ایسا جادو کر دیا ہے کہ ان کے بچے پیدا ہی نہ ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی پیدائش نے اس کو غلط ثابت کر دیا اور مسلمانوں کے جو دشمن یہ جادو والی بات مشہور کر رہے تھے، وہ جھوٹے ہو گئے۔

عقیقہ:

دنیا کی قریب قریب سب ہی قوموں اور ملتوں میں یہ بات مشترک ہے کہ بچہ پیدا ہونے کو ایک نعمت اور خوشی کی بات سمجھا جاتا ہے اور کسی تقریب کے ذریعہ اس خوشی کا اظہار بھی کیا جاتا ہے۔ عربوں میں جاہلیت میں بھی عقیقہ کا رواج تھا۔ دستور یہ تھا کہ پیدائش کے چند روز بعد نومولود بچے کے سر کے وہ بال جو وہ ماں کے پیٹ سے لے کر پیدا ہوا ہے صاف کرا دیے جاتے اور اس دن خوشی میں کسی جانور کی قربانی کی جاتی (جو ملت ابراہیمی کی نشانیوں میں سے ہے) رسول اللہ ﷺ نے اصولی طور پر اس کو باقی رکھتے ہوئے بلکہ اس کی ترغیب دیتے ہوئے اس کے بارے میں مناسب ہدایات دیں اور خود عقیقے کر کے عملی نمونہ بھی پیش فرمایا۔

۱ حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ہم لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب کسی کے لڑکا پیدا ہوتا تو وہ بکری یا بکرا ذبح کرتا، اور اس کے خون سے بچے کے سر کو رنگ دیتا، پھر جب اسلام آیا تو (رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وہدایت کے مطابق) ہمارا طریقہ یہ ہوگیا کہ ہم ساتویں دن عقیقہ کی بکری یا بکرے کی قربانی کرتے ہیں اور بچے کا سر صاف کرا کے اس کے سر پر زعفران لگا دیتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد)

اور اسی حدیث کی ایک اور روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ساتویں دن عقیقہ کے ساتھ ہم بچے کا نام بھی رکھتے ہیں۔

۲ اسی طرح بیہقی کی (حضرت ابو ہریرہؓ کی) ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ کا رواج یہود میں بھی تھا لیکن وہ صرف لڑکوں کی طرف سے عقیقہ کی قربانی کرتے تھے۔ لڑکیوں کی طرف سے نہیں کرتے تھے جس کی وجہ غالبًا لڑکیوں کی ناقدری تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بھی اصلاح فرمائی اور حکم دیا کہ لڑکوں کی طرح لڑکیوں کی طرف سے بھی عقیقہ کیا جائے۔

۳ اُمِ کرزؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ (عقیقہ کے بارے میں) فرما رہے تھے کہ لڑکے کی طرف سے دو

بکریاں کی جائیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ عقیقہ کے جانور نر ہوں یا مادہ۔ (جامع ترمذی، سنن نسائی)

نوٹ: اس کی تفصیل جاننے کیلئے

"معارف الحدیث ج ۶، کتاب المعاشرہ والمعاملات"

اور دیگر اسلامی فقہ کی کتب سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

تسمیہ: نام رکھنا

بچے کا پہلا حق یہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھا جائے احادیث نبوی ﷺ میں اس بارے میں بھی واضح ہدایات ملتی ہیں۔

۱ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا باپ پر بچے کا یہ بھی حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو حسن ادب سے آراستہ کرے۔ (شعب الایمان للبیہقی)

۲ حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے آباء کے ناموں کے ساتھ پکارے جاؤ گے (یعنی پکارا جائے گا فلاں بن فلاں) لہذا تم اچھے نام رکھا کرو۔ (مسند احمد، سنن ابی داؤد)

۳ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے ناموں میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نام **عبداللہ** اور **عبدالرحمٰن** ہیں۔ (مسلم)

نوٹ: انبیاء علیہم السلام کے نام بھی پسندیدہ ناموں میں سے ہیں وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ نسبت کو ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے صاحبزادے کا نام ابراہیم رکھا تھا۔ اور سنن ابی داؤد وغیرہ میں آپ کا یہ ارشاد بھی مروی ہے۔ **سَمُّوا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِیَاءِ۔** (یعنی پیغمبروں کے ناموں پہ نام رکھو) اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے بعض بچوں کے نام ایسے بھی رکھے جو معنوی لحاظ سے اچھے ہیں، اگر چہ وہ پیغمبروں کے معروف ناموں میں سے نہیں ہیں مثلاً اپنے نواسوں کا نام "حسن" اور "حسین" رکھا، اور ایک انصاری صحابی کے بچے کا نام "منذر" رکھا۔ (جس کا مطلب خبردار کرنے والا، ڈرانے والا ہے) الغرض رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل اور آپ کے ارشادات سے یہی رہنمائی ملتی ہے کہ باپ کی ذمہ داری ہے کہ بچے کا اچھا نام رکھے یا اپنے کسی بزرگ سے رکھوائے۔

رضاعت اور کفالت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ (۱۷۔ بنی اسرائیل ۳۱)

"اپنی اولاد کو مفلسی کے اندیشے سے قتل مت کرو، ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی، درحقیقت ان کا قتل ایک بہت بڑی خطا ہے۔"

بچے کا دوسرا حق یہ ہے کہ جب تک وہ عام غذائیں کھانے کے قابل نہ ہو جائے ماں اسے دودھ پلائے اور جب تک وہ نابالغ ہے باپ اس کی کفالت کرے۔ اگر بچے کی ماں کسی وجہ سے اس سے علیحدہ ہو چکی ہو۔ مثلاً وفات پا چکی ہو یا طلاق وغیرہ کے باعث بچے سے جدا ہو چکی ہو تو پھر بچے کے باپ کا فرض ہے کہ اس کی رضاعت کا بندوبست کرے، چاہے وہ مطلقہ ماں ہی سے درخواست کرے کہ وہ بچے کو دودھ پلا دے یا کسی اور عورت سے دودھ پلوائے۔ پھر جو عورت بھی دودھ پلائے گی، اس کا کھانا کپڑا بچے کے باپ کے ذمہ ہوگا۔ دودھ پلانے کی مدت قرآن کی رو سے دو سال ہے۔ دو سال کے بعد بچہ عموماً اس قابل ہو جاتا ہے کہ دوسری

غذائیں کھاسکے۔ ہاں اگر والدین باہمی مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو اس کی اجازت ہے۔

نوٹ: بچے کو دودھ پلا کر اس کی زندگی کو قائم رکھنا اتنا مقدس عمل ہے کہ جو عورت کسی بچے کو دودھ پلائے، وہ اگر اس کی ماں نہ بھی ہوگی تو بھی اس کا رتبہ ماں کے قریب ہو جائے گا اسے اس بچے کی رضاعی ماں کہا جائے گا اور رضاعت کا یہ رشتہ صرف دودھ پلانے والی تک ہی نہیں رہے گا بلکہ اس کے دوسرے رشتہ داروں تک بھی پہنچے گا۔ اس کا شوہر بچے کا رضاعی باپ ہوگا اس کی اولاد بچے کے رضاعی بہن بھائی ہوں گے۔ ان کے ماں باپ بچے کے رضاعی نانا نانی اور دادا دادی ہوں گے، رضاعی ماں کے بہن بھائی بچے کے رضاعی خالہ ماموں ہوں گے اس کے شوہر کے بہن بھائی بچے کے رضاعی چچا پھوپھی ہوں گے وغیرہ اور پھر نسب کے جن جن رشتوں میں نکاح حرام ہے رضاعت کے ان رشتوں میں بھی نکاح حرام ہوگا۔

اولاد کیلئے پہلا سبق

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بچوں کی زبان سے سب سے پہلے **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ**

کہلواؤ۔ اور موت کے وقت ان کو اسی کلمہ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کی تلقین کرو۔ (شعب الایمان للبیہقی)

اعلیٰ دینی و دنیاوی تعلیم و تربیت

۱ حضرت عبداللہ بن عباسؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''تم لوگ اپنی اولاد کے ساتھ رحم و کرم کا برتاؤ کرو اور ان کو اچھی تعلیم و تربیت دو۔ (ابن ماجہ)

۲ حضرت سعید بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی باپ نے اپنی اولاد کو کوئی عطیہ اور تحفہ حسن ادب اور اچھی سیرت سے بہتر نہیں دیا۔ (جامع ترمذی)

۳ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کا اکرام کرو، اور (اچھی تربیت کے ذریعہ) ان کو حسن ادب سے آراستہ کرو۔ (سنن ابن ماجہ)

نوٹ: یعنی والدین کی طرف سے اولاد کیلئے سب سے اعلیٰ اور بیش بہا تحفہ یہی ہے کہ ان کی ایسی تربیت کرے کہ وہ شائستگی اور اچھے اخلاق و سیرت کے حامل ہوں اور اولاد کا اکرام یہ ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور اس کی امانت

سمجھ کر ان کی قدر اور ان کا لحاظ کیا جائے۔ حسب استطاعت ان کی زندگی کی ضروریات کا بندوبست کیا جائے ان کو بوجھ اور مصیبت نہ سمجھا جائے۔

اہم بات:

اولاد کی تربیت کے لحاظ سے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ والدین ان کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی ضرور دلوائیں تاکہ وہ اس معاشرے میں ایک بہترین کردار کے مالک اور باصلاحیت فرد بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کے حکم کے مطابق اس دنیا کو چلائے اور اس دنیا کو چلانے کیلئے جو صلاحیتیں درکار ہوتی ہیں وہ اسی وقت پیدا ہو سکتی ہیں جبکہ وہ دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم پر بھی مکمل عبور رکھتے ہوں۔ نیز ان کیلئے ہر ضروری اور سہولیات سے مزین رہائش کا انتظام اور ان کی جسمانی صحت کی نشوونما اور ضروریات زندگی کا بندوبست کرنے کیلئے اپنی حتی الامکان کوشش کرنا بھی والدین کی ذمہ داری ہے۔

دوسری جانب بڑے افسوس کی بات ہے کہ بہت سے والدین کی مکمل توجہ بچے کی صرف مادی اور دنیاوی اصلاح کی طرف لگی رہتی ہے

حالانکہ ہر ذی روح نے ایک دن اس مادی دنیا سے رخصت ہو کر اس دائمی زندگی کو اختیار کرنا ہے جس کا کوئی اختتام نہیں۔ اگر بچے کو اس آخرت کی زندگی کیلئے تیار نہ کیا گیا تو پھر اس سے بڑی غفلت اور بچے کے حق میں دشمنی اور کیا ہوگی؟ بچے کو عمدہ لباس پہنانے عمدہ کھانے کھلانے، اعلیٰ قسم کے سکول یا کالج میں داخل کرانے اور معاشی لحاظ مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی فکر ہونی چاہیے کہ اس کی اخروی تربیت عمدہ طریق پر ہو۔

نماز کی تلقین:

یہ بچوں کا حق اور والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نماز کی عادت ڈالیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کی تاکید کرو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز میں کوتاہی کرنے پر ان کو سزا دو اور ان کے بستر بھی الگ الگ کر دو۔ (سنن ابی داؤد)

19۔ سورۃ مریم آیت ۵۵ میں حضرت اسماعیلؑ کا ایک وصف یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ۔

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ

"وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے"

سورۃ طٰہٰ آیت ۱۳۲ میں رسول اللہ ﷺ کو تلقین فرمائی گئی کہ

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۚ

"اور اپنے اہل وعیال کو نماز کی تلقین کرو اور خود بھی اس کے پابند رہو"

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد حضرت عمرؓ رات کو جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا وہ خود نماز تہجد پڑھتے۔ حتیٰ کہ جب رات کا آخری حصہ آتا تو اپنے گھر والوں کو الصَّلٰوة الصَّلٰوة کہہ کر نماز کیلئے جگاتے اور پھر یہ آیت تلاوت کرتے۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى

(سورۃ طٰہٰ آیت ۱۳۲)

"اپنے اہل وعیال کو نماز کی تلقین کرو اور خود بھی اس کے پابند رہو۔ ہم تم سے کوئی رزق نہیں چاہتے، رزق تو ہم ہی تمہیں دے رہے ہیں اور انجام کی بھلائی تقویٰ ہی کیلئے ہے" (امام مالک)

لمحہ فکریہ

ہر شخص کو یہ فکر تو ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد کا کیا ہوگا؟
لیکن یہ فکر نہیں کہ اولاد کے مرنے کے بعد اولاد کا کیا ہوگا؟

بچوں کے حقوق کے بارے میں محاسبہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو کچھ لوگوں پر اقتدار بخشتا ہے تو چاہے وہ تھوڑے ہوں یا زیادہ ہوں، اس بندے سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں محاسبہ ضرور کرے گا کہ جو لوگ اس کے ماتحت تھے ان پر اللہ کا دین جاری کیا یا اس کو برباد کر دیا۔ یہاں تک کہ آدمی کے اپنے مخصوص اہل خاندان (بیوی بچوں) کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا۔ (یعنی شوہر سے بیوی بچوں اور دوسرے زیر کفالت لوگوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔) تفصیل کیلئے دیکھئے 66۔التحریم۔آیت نمبر 6

بچوں کے درمیان عدل:

والدین پر بچے کا ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ اس کے ساتھ انصاف کریں۔ بچوں کے ساتھ بے انصافی کرنے کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں مثلاً کبھی اولاد ایک سے زیادہ ماؤں سے ہوتی ہے تو باپ کا میلان جس بیوی کی طرف زیادہ ہوتا ہے وہ اس کے بچوں کا زیادہ دھیان رکھتا ہے اور دوسرے بچوں کو نظر انداز کرتا ہے یا ایک بیوی وفات پا گئی یا

اسے طلاق دے دی گئی اور دوسری شادی کر لی۔ اب جن بچوں کی ماں موجود نہیں ان سے توجہ ہٹ گئی اور ان کے حقوق ادا کرنے سے کوتاہی برتی جانے لگی اور جن بچوں کی ماں موجود ہے ان سے حسن سلوک ہوتا رہا۔

ایسے ہی بعض گھرانوں میں لڑکے اور لڑکی کے درمیان بہت فرق کیا جاتا ہے اور لڑکے کے حقوق تو خوشی خوشی ادا کیے جاتے ہیں اور لڑکیوں کو بوجھ سمجھا جاتا ہے۔ اب جس شکل میں بھی بے انصافی کی جائے گی اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ فعل سخت ناپسندیدہ ہوگا اور اس کا محاسبہ ہوگا۔

1 حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو، اے لوگو! اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو۔ (نسائی)

2 حضرت نعمانؓ بن بشیرؓ ہی سے ایک اور روایت بیان ہوئی ہے۔ کہ وہ بتاتے ہیں کہ میرے باپ (حضرت بشیرؓ) نے اپنے مال میں سے کچھ حصہ میرے نام ہبہ کیا۔ اس پر میری ماں عمرۃ بنت رواحہ نے کہا کہ میں اس پر راضی نہیں جب تک کہ آپ رسول اللہ ﷺ کو اس ہبہ پر گواہ نہ بنائیں۔ میرے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے

تاکہ آپ ﷺ کو اس ہبہ پر گواہ بنائیں جو انہوں نے میرے نام کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اسی طرح دیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو پس میرے والد لوٹ آئے اور اپنا ہبہ واپس لے لیا۔ (مسلم)

۳ بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں یہی واقعہ بیان ہوا ہے اور اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بشیرؓ کیا اس کے علاوہ تیرے اور بھی لڑکے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا ان سب کو اتنا ہی ہبہ کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں (اس پر) آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر مجھے گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

نوٹ: بعض فقہاء نے اس کو حرام تک کہا ہے لیکن اکثر فقہاء نے اور ائمہ اربعہ میں سے امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے (بعض دوسرے دلائل وقرائن کی بناء پر) اس کو حرام تو نہیں، لیکن مکروہ اور سخت ناپسندیدہ قرار دیا ہے مگر واضح رہے کہ یہ حکم اسی صورت میں ہے جبکہ ترجیحی سلوک بلا کسی ایسی

وجہ کے جو شرعاً معتبر ہو، کیا جائے۔ لیکن اگر کوئی خاص ایسی وجہ موجود ہو تو پھر اس وجہ کے بقدر ترجیحی سلوک درست ہوگا۔ مثلاً اولاد میں سے کسی کی صحت مستقل طور پر خراب رہتی ہے اور وہ دوسرے بھائیوں کی طرح معاشی جدوجہد نہیں کر سکتا تو اس کے ساتھ خصوصی سلوک عدل وانصاف کے خلاف نہ ہوگا، بلکہ ایک درجہ میں ضروری اور باعث اجر ہوگا۔ اسی طرح اگر اولاد میں سے کسی نے اپنے آپ کو دین وملت کی خدمت میں اس طرح لگا دیا ہے کہ معاشی جدوجہد میں زیادہ حصہ نہیں لے سکتا تو اس کے ساتھ بھی مناسب حد تک خصوصی سلوک جائز بلکہ باعث اجر ہوگا۔ علیٰ ہذا اگر کسی ایک بھائی کے ساتھ خصوصی اور ترجیحی سلوک پر دوسرے بھائی رضامند ہوں تب بھی یہ جائز ہوگا۔

بچوں کو پیار کرنا

1 حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ کچھ دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ اپنے بچوں کو چومتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، انہوں نے کہا، لیکن خدا کی قسم ہم تو نہیں چومتے، (اس پر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحم نکال لیا ہو تو پھر میرا کیا اختیار۔ (مسلم)

۲ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ اقرع بن حابس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ حضرت حسنؓ کو چوم رہے ہیں۔ اقرع نے کہا کہ میرے دس بیٹے ہیں، میں نے ان میں سے ایک کو (بھی) کبھی نہیں چوما۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

"جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا" (مسلم)

۳ حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو اپنے بال بچوں پر رسول اللہ ﷺ سے زیادہ شفقت کرتا ہو۔ (مسلم)

۴ رسول اللہ ﷺ کو حضرت فاطمہؓ سے بے انتہا محبت تھی۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ

فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو چیز اسے بری لگتی ہے وہ مجھے بھی بری لگتی ہے اور جو چیز اسے اذیت دیتی ہے وہ مجھے بھی اذیت دیتی ہے۔ (ابوداؤد)

۵ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں دن کے کسی وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا (ہم دونوں خاموش تھے) نہ آپ ﷺ مجھ سے بات کر رہے تھے نہ میں آپ ﷺ سے، یہاں تک کہ آپ ﷺ

ہو قینقاع کے بازار میں پہنچے، پھر آپ ﷺ واپس حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا "کیا یہاں کوئی چھوٹا بچہ ہے، کیا یہاں کوئی چھوٹا بچہ ہے، آپ ﷺ کی مراد حضرت حسنؓ تھے ہم نے سمجھا کہ ان کی والدہ نے انہیں نہلانے اور خوشبودار ہار پہنانے کیلئے روکا ہوا ہے۔ مگر تھوڑی ہی دیر میں وہ دوڑتے ہوئے آئے یہاں تک کہ دونوں (یعنی رسول اللہ ﷺ اور حضرت حسنؓ) ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے خدا، میں اس سے محبت رکھتا ہوں پس تو بھی اس سے محبت رکھ اور اس سے بھی محبت رکھ جو اس سے محبت رکھے۔ (مسلم)

(۱) حضرت ابو سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی)

اولاد کیلئے دعاء کرنا

اللہ تعالی نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو اپنے بیوی بچوں کیلئے دعاء خیر کرتے رہتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۝ (الفرقان ۲۵:۷۴)

"اور جنت کے مستحق وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہمارے رفقاءِ حیات اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت فرما اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا"۔

وراثت کے بارے میں

ورثے کے بارے میں بچوں کے حقوق پر زور دیا گیا ہے کہ کسی مورث کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے مال کے 1/3 حصے سے زیادہ کوئی وصیت کر جائے۔

حضرت عامر بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں بیمار تھا اور رسول اللہ ﷺ میری عیادت کرتے تھے، میں نے عرض کیا کہ میرے پاس مال ہے، کیا میں اپنے سارے مال (کو خدا کی راہ میں دے دینے) کی وصیت کر دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں (ایسا نہ کرو) میں نے عرض کیا کہ پھر نصف مال کی (وصیت کر دوں) آپ ﷺ نے (پھر) فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا پھر تیسرے حصے کی (وصیت کر دوں) آپ ﷺ نے فرمایا کہ (ہاں) تیسرے حصے میں کر سکتے ہو، اگرچہ تیسرا حصہ بھی زیادہ ہے (پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) کہ تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جائے، یہ زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ تو انہیں تنگدست چھوڑ جائے اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں...... (بخاری)

اولاد کے حق میں والدین کی دعاء کا اثر

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے والدین حد درجہ نیک تھے اور انہوں نے بیٹے کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی مگر حضرت عبداللہؒ پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ اتنے نیکوکار اور سمجھانے بجھانے والے والدین کے فرزند ہونے کے باوجود آپ کھیل کود میں مست رہتے، ہر کام میں لاپرواہی برتتے، ہر وقت برائیوں میں پھنسے رہتے، گانا بجانا اور عیش اڑانا یہی دن رات کا مشغلہ تھا۔ یہاں تک کہ پینا پلانا بھی شروع ہو گیا۔ رات رات بھر دوستوں کی محفلیں جمی رہتیں۔ ساز بجتے، گانا ہوتا اور شراب کا دور چلتا۔ یہ گھناؤنی زندگی دیکھ کر والدین کا برا حال تھا۔ اندر ہی اندر کڑھتے، روتے اور آہ و زاری کرتے، نذریں مانتے، صدقے دیتے، اللہ تعالیٰ کے حضور میں بیٹے کی اصلاح کیلئے دعائیں کرتے، انہوں نے بیٹے کی تربیت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی مگر بظاہر اس کا کوئی اثر نظر نہیں آتا تھا۔ آخر وہ وقت آ ہی گیا جب اللہ تعالیٰ نے اس صالح جوڑے کی دعاؤں اور التجاؤں کو سن لیا۔

ایک رات جب عیش و نشاط کی محفل خوب گرم تھی اور شراب کے دور چل رہے تھے کہ حضرت عبداللہؒ کی آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتے

ہیں کہ ایک لمبا چوڑا خوبصورت باغ ہے اور ایک ٹہنی پر ایک پیاری سی چڑیا بیٹھی اپنی سریلی اور میٹھی آواز میں یہ آیت پڑھ رہی ہے۔

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ

''کیا ایمان لانے والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں'' (الحدید ۱۶)

حضرت عبداللہ ''گھبرائے ہوئے اٹھے اور ان کی زبان پر یہی بول جاری تھے'' یا اللہ وہ وقت آ گیا، پیارے اللہ وہ وقت آ گیا''

پھر اٹھے، شراب کی بوتلیں پھینک دیں، گانے بجانے کے تمام سامان توڑ دیے۔ رنگین کپڑے پھاڑ ڈالے، غسل کر کے سچے دل سے توبہ کی۔

پھر یہی عبداللہ بن مبارکؒ تھے جو علم و عمل کے آسمان پر سورج بن کر چمکے اور آپ کی روشنی نے ایک عالم کو منور کیا (آپ کی نیکی، بزرگی اور فضیلت کا اندازہ لگانے کے لئے ایک اجتماع کا حال بیان کرنا کافی ہوگا) جو آپ کے زمانے میں منعقد ہوا۔ وقت کے بڑے بڑے علماء یہ فیصلہ کرنے کیلئے ایک جگہ جمع ہوئے کہ اس زمانے کا سب سے بڑا عالم اور سب سے بڑا بزرگ کون ہے؟ آخر یہ فیصلہ ہوا کہ قرآن وحدیث کے علم، فقہ، ادب،

شاعری، نحو، لغت، تقریر، عبادت، راتوں کو جاگنا، بیکار باتوں سے بچنا، لوگوں سے اچھا سلوک کرنا، لڑائی جھگڑے سے بچنا، ہمیشہ انصاف پر قائم رہنا، گھوڑے کی سواری، ہتھیار باندھنا، حج کرنا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ ان سب خوبیوں میں حضرت عبداللہ بن مبارک سب سے بڑھ کر ہیں۔ چنانچہ سب نے مل کر انہیں اپنا سردار مان لیا۔

نوٹ: اس سلسلے میں گذارش ہے کہ والدین جہاں اپنی پنج وقتہ نمازوں میں اپنی اولاد کیلئے دعائیں مانگتے ہیں وہاں انہیں تہجد کے وقت اٹھ کر بھی اپنی اولاد کی دنیاوی اور اخروی بھلائی کیلئے رو رو کر دعائیں مانگنی چاہئیں کیونکہ یہ وقت سب سے زیادہ قبولیت کا ہوتا ہے۔

نکاح اور شادی کی ذمہ داری:

حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ اولاد دے تو چاہئے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو اچھی تربیت دے اور سلیقہ سکھائے پھر جب وہ سن بلوغ کو پہنچے تو اس کے نکاح کا بندوبست کرے اگر (اس نے اس میں کوتاہی کی اور) شادی کی عمر کو پہنچ جانے پر بھی (اپنی غفلت اور بے پروائی سے) اس کی شادی کا بندوبست نہیں کیا اور وہ اس کی وجہ سے حرام میں مبتلا ہو

گیا تو اس کا باپ اس گناہ کا ذمہ دار ہوگا۔ (شعب الایمان للبیہقی)

بیٹیوں کی خدمت کا صلہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کسی یتیم کو اپنے ساتھ ملایا اور اپنے کھانے پینے میں اسے شریک کیا تو یقیناً اللہ نے اس کیلئے جنت واجب کر دی، الّا یہ کہ وہ کوئی ایسا گناہ کرے جو قابل معافی نہ ہو اور جس شخص نے تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی سرپرستی کی اور انہیں تربیت دی اور ان کے ساتھ رحم کا سلوک کیا، یہاں تک کہ اللہ انہیں بے نیاز کر دے تو ایسے شخص کیلئے اللہ نے جنت واجب کر دی۔

اس پر ایک آدمی نے عرض کیا کہ اگر دو ہی ہوں تو.........

آپ ﷺ نے فرمایا دو لڑکیوں کی سرپرستی پر بھی یہی اجر ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اگر لوگ ایک کے بارے میں پوچھتے تو آپ ﷺ ایک کے بارے میں بھی یہی بشارت دیتے۔

(مشکوٰۃ۔ حضرت ابن عباسؓ)

جنت کی ضمانت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے کوئی بچی پیدا ہوئی اور اس نے جاہلیت کے طریقہ پر زندہ دفن نہیں کیا اور نہ اس کو حقیر جانا اور نہ

لوگوں کو اس کے مقابلہ میں ترجیح دی تو اللہ ایسے لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ (ابوداؤد۔ حضرت ابن عباسؓ)

بچیاں ''جہنم سے نجات کا ذریعہ''

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں:

میرے پاس ایک عورت آئی اس کے ساتھ دو بچیاں تھیں وہ مجھ سے کچھ مانگنے کیلئے آئی تھی۔ اس وقت میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہ تھا وہی ایک کھجور میں نے اسے دے دی۔ اس عورت نے اس کھجور کو ان دونوں لڑکیوں میں تقسیم کر دیا اور خود کچھ نہ کھایا۔ پھر وہ اٹھی اور چلی گئی۔

اس کے بعد جب رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے اس عورت کا حال بیان کیا کہ باوجود بھوکی ہونے کے اس نے اپنے اوپر اپنی دو بچیوں کو ترجیح دی۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو ان بچیوں کے ذریعہ آزمائش میں ڈالا گیا پھر اس نے بچیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بچیاں اس کیلئے جہنم سے پردہ بن جائیں گی۔ (بخاری۔ مسلم)

پہلے شوہر کے بچوں کی تربیت

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا مجھے ابو سلمیٰ کے بیٹوں پر خرچ کرنے سے ثواب ملے گا اور میں انہیں اس طرح محتاج اور دربدر مارے پھرنے کیلئے نہیں چھوڑ سکتی کیونکہ وہ تو میرے بیٹے ہی ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جو کچھ تم ان پر خرچ کرو گی تمہیں اس کا اجر ملے گا۔ (بخاری مسلم)

لڑکی کی اہمیت:

اولاد کے حقوق کا ذکر اس وقت تک نامکمل رہے گا جب تک یہ نہ واضح کیا جائے کہ جس بیٹی کو جاہلیت میں ننگ و عار کا باعث سمجھا جاتا تھا اسلام نے آکر اسے کیا مقام عطا فرمایا۔ آج بھی بعض علاقوں اور طبقوں میں لڑکی کو ایک بوجھ اور مصیبت سمجھا جاتا ہے اور اس کے پیدا ہونے پر گھر میں خوشی کی بجائے افسردگی اور غمی کی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۝ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝

ترجمہ: جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کے چہرے پر کلونس چھا جاتی ہے اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس بری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھائے۔ سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لیے رہے یا پھر مٹی میں دبا دے۔ دیکھو یہ کیسے برے حکم ہیں جو یہ خدا کے بارے میں لگاتے ہیں۔

(النحل ۵۸۔۵۹)

"بیٹیاں" آگ سے بچاؤ کا ذریعہ

۱ حضرت عقبہؓ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کے معاملے میں صبر سے کام لے اور اپنی کمائی انہیں کھلائے اور پلائے اور پہنائے تو وہ بیٹیاں قیامت کے دن اس کیلئے آگ سے بچاؤ کا ذریعہ ہو جائیں گی۔ (ابن ماجہ)

۲ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس بندے یا بندی پر اللہ تعالٰی کی طرف سے بیٹیوں کی ذمہ داری ڈالی گئی (اور اس نے اس ذمہ داری کو ادا کیا) اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گی۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

فضیلت والا صدقہ

۳ حضرت سراقہؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے سب سے زیادہ فضیلت والا صدقہ نہ بتادوں؟ (سب سے زیادہ فضیلت والا صدقہ) تیری وہ بیٹی ہے جو (خاوند کی وفات یا طلاق کے بعد) تیرے گھر واپس آ گئی ہو اور تیرے سوا اس کا کوئی کمانے والا نہ ہو (ایسی بیٹی پر خرچ کرنا افضل صدقہ ہے) (ابن ماجہ)

لڑکی سے حسن سلوک کا صلہ

۴ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہو پھر وہ نہ تو اسے کوئی ایذا پہنچائے اور نہ اس کی توہین اور ناقدری کرے اور نہ محبت اور برتاؤ میں لڑکوں کو اس پر ترجیح دے (یعنی اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرے جیسا کہ لڑکوں کے ساتھ کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ لڑکی کے ساتھ اس حسن سلوک کے صلے میں اس کو جنت عطا فرمائے گا۔ (ابوداؤد، مسند احمد)

۵ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ دو لڑکیوں کا بار اٹھائے اور ان کی پرورش کرے، یہاں تک کہ وہ سن بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ اور میں قیامت کے دن اس طرح ساتھ ہوں گے۔

راوی حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو بالکل ملا کر دکھایا (یعنی یہ کہ جس طرح یہ انگلیاں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں اسی طرح میں اور وہ شخص بالکل ساتھ ہوں گے)۔ (صحیح مسلم)

بچے کی وفات پر صبر

حضرت ام حبیبہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان جوڑے کے تین نابالغ بچے مر جائیں تو یہ بچے قیامت کے روز جنت کے دروازے پر رک کر کھڑے ہو جائیں گے اور جب ان سے کہا جائے گا کہ جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ تو یہ معصوم بچے جواب دیں گے جب تک ہمارے ماں باپ جنت میں داخل نہ ہوں گے ہم جنت میں نہیں جائیں جا سکتے، تو اللہ تعالیٰ حکم دے گا جاؤ تم اور تمہارے ماں باپ سب ہی جنت میں جاؤ۔ (طبرانی)

نوٹ: یہاں یہ بات مدنظر رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق تو معاف فرما سکتا ہے لیکن حقوق العباد معاف نہ ہوں گے۔

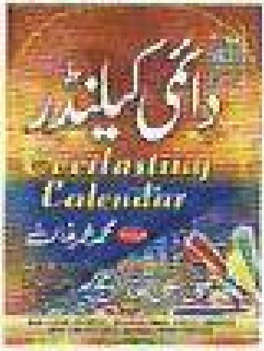
اختتام

جائزہ حقوق اولاد

1. نومولود بچے کے کان میں اذان دینا۔
2. بچے کا عقیقہ کرنا۔
3. بچے کا نام رکھنا۔
4. بچے کی رضاعت اور کفالت کرنا۔
5. اپنے بچوں کو سب سے پہلے کلمہ توحید کی تعلیم دینا۔
6. اعلیٰ دینی و دنیاوی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا۔
7. نماز کی تلقین کرنا۔
8. بچوں کے درمیان عدل کرنا۔
9. بچوں کو پیار و محبت سے پالنا۔
10. بچوں کیلئے دنیا و آخرت کی بھلائی کی دعاء کرنا۔
11. بچوں کے نکاح اور شادی کی ذمہ داری پوری کرنا۔
12. بیٹیوں کی خدمت کرنا، جہنم سے نجات کا ذریعہ۔
13. اولاد کی وفات پر صبر کرنا۔



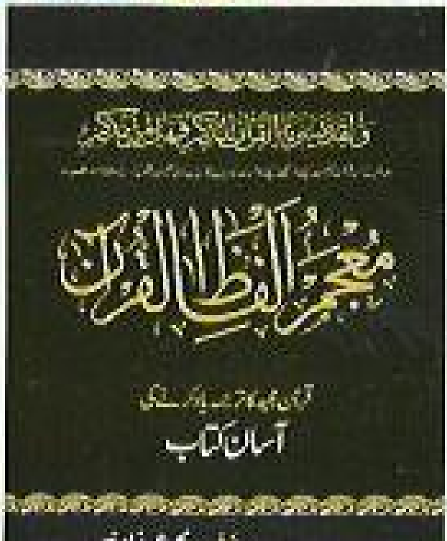



دائمی کیلنڈر
Calendar






EVERLASTING

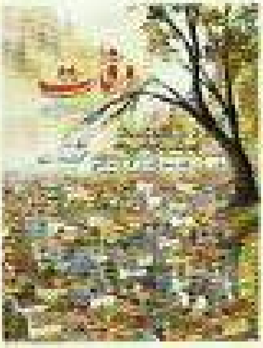

معجم الفاظ القرآن
آسان کتاب

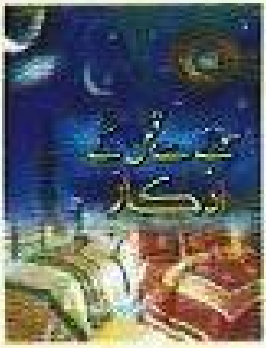
71

مرتّب محمد عمر خان







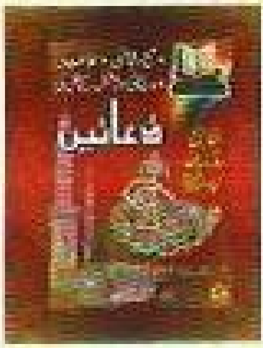












72

مرتّب محمد عمر خان

